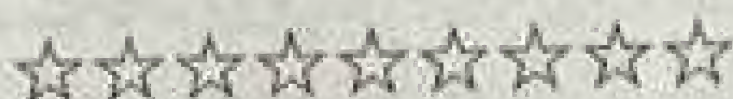


نصرت القادر

فی

مسئلة الحاضر والناظر



مولوی سرفراز گلکھڑوی (دیوبندی) کی کتاب

”تبرید النواظر“ کا جواب

سوال ۱- لفظ حاضر اور ناظر کے لغوی معانی کیا ہیں؟

جواب ۱- منہج ۱ صفحہ ۱۲۳، مجمع بحار الانوار ۲ صفحہ ۲۷۵ جلد اول اور مختار الصحاح ۳ صفحہ ۱۵۹، المفردات ۴ طبع مصر صفحہ ۳۷۲، ۳۷۳ وغیرہ میں لفظ ”حاضر“ کے مندرجہ ذیل معانی لکھے ہیں۔ ۱- شہروں اور بستیوں میں رہنے والا۔ ۲- بڑا قبیلہ۔ ۳- سامنے ہونے والا۔ ۴- جو چیز کھلم کھلا بے حجاب آنکھوں کے سامنے ہو۔ ۵- حاضر غائب کی ضد ہے جو حواس سے پوشیدہ نہ ہو۔

لفظ ”ناظر“ کا معنی مندرجہ ذیل کتب میں یہ لکھا ہے۔

۱- آنکھ کے ڈیلے کی سیاہی جس میں آنکھ کا تل ہوتا ہے۔

ناظر کا ماخذ نظر ہے جس کے معانی ہیں۔ ۲- کسی امر میں تدبر اور تفکر کرنا۔ ۳- کسی چیز کا اندازہ کرنا۔ ۴- آنکھ کے ساتھ کسی چیز میں غور و تأمل کرنا۔ ۵- اور کسی چیز کا ادراک کرنے یا اسے دیکھنے کی غرض سے بصر و بصیرت کو پھیرنا۔ ۶- تأمل و تلاش۔ ۷- وہ معرفت اور رویت مراد ہے جو تلاش کے بعد حاصل ہو۔ ملاحظہ فرمائیے۔ مختار الصحاح صفحہ ۶۹۱، المفردات صفحہ ۵۱۷، منہج صفحہ ۸۹، صراح ۵ صفحہ ۲۱۲، اس لغوی تحقیق سے واضح ہوا کہ حاضر اور ناظر کے اصلی اور حقیقی معانی اللہ تعالیٰ کے شایان شان نہیں بلکہ ان معانی سے اللہ کا پاک ہونا یقینی امر ہے۔ تو ان لفظوں کا اطلاق بغیر

۱- از لوکیس معلوف الیسوی (المتوفی ۱۸۶۷ھ) ۲- علامہ محمد طاہر یثربی (المتوفی

۹۸۶ھ) ۳- علامہ محمد بن ابوبکر بن عبدالغفار رازی (المتوفی ۶۶۰ھ)

۴- علامہ حسین بن محمد راغب (المتوفی ۵۰۲ھ) ۵- ابوالفضل محمد بن عمر بن خالد القرشی

(المتوفی تقریباً ۶۹۰ھ) ابو جلیل فیضی غفرلہ

۱۱- ایل کے ذات باری تعالیٰ پر نہیں ہو سکتا۔

یہاں وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنی میں حاضر و ناظر کوئی نام نہیں اور قرآن وحدیث میں کسی جگہ حاضر و ناظر کا لفظ ذات حق تعالیٰ کے لئے وارد نہیں ہوا نہ سلف صالحین نے اللہ تعالیٰ کے لئے یہ لفظ بولا۔ کوئی شخص قیامت تک ثابت نہیں کر سکتا کہ صحابہ کرام یا تابعین یا آئمہ مجتہدین نے کبھی اللہ تعالیٰ کے لئے حاضر و ناظر کا لفظ استعمال کیا ہو۔

سوال ۱- اسمائے حسنی میں لفظ خدا بھی نہیں ہے پھر خدا کیوں کہتے ہو؟ (مکمل دوی)

جواب ۱- یہ قیاس مع الفارق ہے۔ خدا فارسی کا لفظ ہے اور حاضر و ناظر عربی الفاظ ہیں عربی اور اسمائے حسنی میں داخل نہ ہوں؟ معلوم ہوا کہ بغیر تاویل کے حاضر و ناظر کے لغوی معنی سے اللہ پاک ہے۔

سوال ۱- قرآن مجید میں وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ (آل عمران: ۷۷) اور حدیث پاک میں

ان الله لا ينظر الى صوركم آیا ہے خدا کے لئے نظر ثابت ہے۔ (مکمل دوی)

جواب ۱- تفسیر روح المعانی صفحہ ۱۸۰ پارہ سوم میں لَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ کے معانی یہ ہیں کہ

اللہ تعالیٰ کفار پر مہربانی اور رحم نہیں فرمائے گا جس کے حق میں لفظ نظر کا استعمال جائز

نہیں (جیسا کہ اللہ تعالیٰ) اس کے لئے اگر یہ لفظ کبھی استعمال ہوا ہے تو وہ اپنے اصلی

معنی سے مجرد ہے اور صرف احسان کے معنی میں ہے لغت حدیث کی مشہور کتاب

مجمع بحار الانوار میں حدیث پاک ان الله لا ينظر الى صوركم میں نظر کا

اصحیح مسلم صفحہ ۳۱۷ جلد دوم، ابن ماجہ صفحہ ۳۰۶ جلد دوم، مسند احمد صفحہ

۲۳۹، ۲۸۵ جلد دوم، جامع الصغیر للسيوطی صفحہ ۱۱۲ جلد اول۔ ابو جلیل فیضی غفرلہ

معنی دیکھنا نہیں بلکہ یہاں پسندیدگی رحمت اور مہربانی مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نظر کے معنی ہیں کہ وہ اپنے بندوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیتا ہے اور ان کا محاسبہ فرماتا ہے۔ امام راغب اصفہانی مفردات صفحہ ۵۱ میں فرماتے ہیں:۔ اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں کی طرف نظر فرمانے کے معنی دیکھنا نہیں صرف یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر احسان فرماتا اور انہیں اپنی نعمتیں پہنچاتا ہے ولا ينظر اليهم كما مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن کافروں پر اللہ تعالیٰ کا کوئی انعام و احسان نہ ہوگا۔ متاخرین میں بعض لوگوں نے خدا کو حاضر و ناظر کہنا شروع کیا تو علماء نے اس پر انکار کیا بلکہ بعض علماء نے اسے کفر قرار دیا۔ بالآخر جمہور علماء نے یہ فیصلہ دیا کہ اس میں تاویل ہو سکتی ہے اس لئے خدا کو حاضر و ناظر کہنا کفر نہیں اور تاویل یہ کی کہ حضور کو مجازاً علم کے معنی میں لیا جائے اور نظر کے ہاڑی معنی رؤیت مراد لئے جائیں اس تاویل کے بعد جب اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہا جائے گا تو یہ اطلاق علیم و بصیر اور عالم کے معنی میں ہوگا ملاحظہ فرمائیے۔ ردالمحتار صفحہ ۳۳۷ جلد سوم۔

سوال :- یہ کہاں ثابت ہوا کہ بعض علماء نے اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا کفر قرار دے دیا تھا؟ (عام دیوبندی)

جواب :- صاحب دہکتار کاہنا حاضر یا ناظر لیس بکھو کہنا ہی اس امر کی روشن دلیل ہے کہ بعض علماء نے اس کو کفر کہا تھا ورنہ صاحب دہکتار کا یہ قول بالکل لغو اور بے معنی قرار پاتا کیونکہ جب تک کوئی امر قابل انکار اور لائق تردید موجود نہ ہو اس وقت تک انکار و تردید ممکن ہی نہیں! دیکھئے آج تک کسی نے یہ نہیں لکھا کہ اللہ

تعالیٰ کو رحمن و رحیم کہنا کفر نہیں کیوں؟ محض اس لئے کہ کبھی کسی نے اللہ تعالیٰ کو رحمن و رحیم کہنا کفر قرار ہی نہیں دیا معلوم ہوا کہ بعض علماء نے اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا اسی لئے کفر قرار دیا تھا کہ ان دونوں لفظوں کے لغوی معنی اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں لیکن جمہور علماء نے ان کو لغوی معنی سے پھیر کر تاویل کر لی اور تاویل کے بعد حاضر و ناظر کے اطلاق کو اللہ تعالیٰ کے حق میں جائز رکھا اس تحقیق سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ بغیر تاویل کے اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا قطعاً جائز نہیں۔

سوال :- تمہارے بہت بڑے بزرگ سلطان باہو فرماتے ہیں۔

نال یقین کمال مکمل ایہ گل ثابت ہوئی

دوہیں جہانیں حاضر ناظر اللہ باہجہ نہ کوئی

(مولوی عبدالستار تونسوی کی تقریر)

جواب :- یہ بیت قطعاً سلطان باہو کا نہیں مترجم (مولوی شاہ دین) کی حرکت ہے۔ اصل بیت اس طرح ہے۔

یقین دائم دریں عالم کہ لا معبود الا ہو

ولا موجود فی الکوین لا مقصود الا ہو

رسالہ روحی صفحہ ۲۲ میں سلطان العارفین برہان الواصلین نجی باہو فرماتے ہیں۔

بداں کہ عارف کامل قادری بہر قدر تے قادر و بہر مقام حاضر محو حاکمیت مطلق

(جان لے کہ عارف کامل قادری حاکمیت مطلق میں غرق ہو کر ہر قدرت پر قادر اور ہر

مقام پر حاضر ہوتا ہے) سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان کو بھی مانو!

سوال :- تم لوگ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر مانتے ہو اس سے تمہاری مراد کیا ہے؟

جواب :- حضور کو حضور کہہ کر آپ کے حاضر و ناظر ہونے کا انکار کرنا عجیب بات ہے۔ حضور ہیں اور حاضر نہیں؟ جب حضور ہیں تو حاضر بھی ہیں یہ تو ایسے ہے جیسے کوئی کوڑھ مغزیہ کہے کہ میرا باپ میرا والد نہیں!

جواب :- حضور غزالی زمان تسکین الخواطر میں فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو لفظ حاضر و ناظر بولا جاتا ہے اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت مطہرہ ہر جگہ ہر ایک کے سامنے موجود ہے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس طرح روح اپنے بدن کے ہر جزو میں ہوتی ہے اسی طرح روح دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت منورہ ذرات عالم کے ہر ذرہ میں جاری و ساری ہے جس کی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی روحانیت اور نورانیت کے ساتھ بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف فرما ہوتے ہیں اور اہل اللہ اکثر و بیشتر بحالت بیداری اپنی جسمانی آنکھوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال مبارک کا مشاہدہ کرتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہیں رحمت اور نظر عنایت سے مسرور و مخلوظ فرماتے ہیں گویا حضور علیہ السلام کا اپنے غلاموں کے سامنے ہونا سرکار کے حاضر ہونے کے معنی ہیں اور انہیں اپنی نظر مبارک سے دیکھنا سرکار کے ناظر ہونے کا مفہوم ہے۔

بعض حضرات نے فرط عقیدت کی بنا پر تصرفات استمداد اور علم غیب تینوں مسئلوں کو

حاضر و ناظر کے مفہوم میں شامل کر دیا۔ مثلاً ہمارے ایک بزرگ نے لکھا ہے کہ قوت قدسیہ والا ایک ہی جگہ رہ کر تمام جہان کو اپنے ہاتھ کی پتیلی کی طرح دیکھے اور دور و قریب کی آوازیں سنے یا ایک آن میں تمام جہان کی سیر کرے اور صد ہا کوس پر حاجتمندوں کی حاجت روائی کرے یہ رفتار خواہ صرف روحانی یا جسم مثالی کے ساتھ ہو یا اسی جسم کے ساتھ جو قبر میں مدفون ہے یا کسی جگہ موجود ہے۔ (جاء الحق صفحہ ۱۳۱ جلد اول) یہ مسائل اپنی جگہ حق ہیں ان کا ثبوت قرآن وحدیث واقوال علماء سے ہے مگر حاضر و ناظر کا معنی حضور کے لئے وہی ہے جو غزالی زمان علامہ سید احمد سعید کاظمی (المتوفی ۱۴۰۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے۔

سوال :- حاضر و ناظر ہونا تو خاص صفت خداوندی ہے اور خدا کی صفت غیر اللہ کے لئے ثابت کرنا شرک ہے؟

جواب :- ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت کسی غیر کے لئے اسی طرح ثابت کرنا شرک ہے جس طرح خدا کے لئے ثابت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں حاضر و ناظر کے اطلاق کو شرک کہنے والے لوگوں نے یا تو حاضر و ناظر کے معنی نہیں سمجھے یا انہوں نے اللہ تعالیٰ کو اپنے جیسا سمجھ لیا ہے کہ ایسے الفاظ (حاضر و ناظر) کو اللہ تعالیٰ کے لئے خاص کرتے ہیں جن کے لغوی معنی صرف بندوں کے لائق ہیں اللہ تعالیٰ کے حق میں ان کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ معترض جن دلائل سے خدا کو حاضر و ناظر ثابت کرتا ہے مثلاً خدا کا سمیع، بصیر، علیم، خبیر یا بالفاظ دیگر عالم ومن یری (جاننے والا اور ردیکھنے والا) بعینہ وہی دلائل قرآن وحدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے

ثابت ہیں کہ آپ حاضر و ناظر ہیں۔ سمیع، بصیر، علیم، خبیر عالم اور من یسری سب کا اطلاق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر قرآن مجید میں موجود ہے۔

۱۔ اِنَّهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سمیع و بصیر ہیں۔

(روح المعانی ۱۔ تاویلات نجمیہ ۲)

۲۔ فَكُنْ لَهُ خَبِيرًا خبیر حضور ہیں۔ (صاوی علی الجلالین صفحہ ۱۳۶ جلد سوم)

۳۔ بصیر، علیم کے معنی میں حضور ہیں۔ (زرقانی شریف صفحہ ۱۲۳ جلد سوم)

۴۔ وَهُوَ يَكُنْ شَيْءٌ عَلَيْهِ حضور ہیں۔ (مدارج النبوت صفحہ ۳ جلد اول)

۵۔ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ يُرَى كَافَا عِلَّ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ دُونِی ہیں۔

چاروں اسمائے مبارکہ سمیع، بصیر، علیم و خبیر جن کو ایہام شرک کی بنیاد قرار دے رہے ہو حضور کے اسمائے مبارکہ میں شامل ہیں ملاحظہ فرمائیے۔

(مدارج النبوت صفحہ ۳۱۵، ۳۱۶ جلد دوم، مواہب اللدنیہ طبع مصر)

صفحہ ۱۸۲، ۱۸۳ جلد اول، زرقانی شریف طبع مصر ۱۲۴، ۱۳۸ جلد سوم)

جواب ۱۔ مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی تبرید النواظر صفحہ ۶۵ میں لکھتا ہے۔ نزاع لفظ حاضر ناظر میں نہیں اس کے مفہوم و معانی میں ہے اسی طرح حفیظ، علیم، رب اور مالک وغیرہ (مؤمن، رؤف، حی، علی، کریم، غنی، رحیم، حافظ) کے الفاظ غیر پر اطلاق کئے گئے ہیں لیکن اگر ان الفاظ کو وہ معنی اور مفہوم دیا جائے جو خدا تعالیٰ کے مناسب شان

۱۔ عنایہ القاضی صفحہ ۱۲، ۱۳ جلد ششم از علامہ شہاب الدین خفاجی (المتوفی ۱۰۶۹ھ)

۲۔ تاویلات نجمیہ علامہ نجم الدین ابوبکر بن عبداللہ رازی (المتوفی ۶۵۴ھ) کی تالیف

ہے اور یہ صوفیانہ اصطلاحات پر قرآن مجید کی تفسیر ہے۔ ابو الجلیل فیضی غفرلہ

ہے تو یقیناً باطل ہے۔

سوال ۲۔ تم لوگ خدا کی مثل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر جگہ حاضر مانتے ہو لہذا تم مشرک ہو۔ (عام دیوبندی)

جواب ۱۔ ہم واللہ باللہ خدا کی مثل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر نہیں مانتے جو ایسا مانے وہ مشرک ہے جملہ صفات خداوندی مستقل اور بالذات ہیں خدا کی کوئی صفت عطائی اور غیر مستقل نہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمام صفات غیر مستقل اور عطائی ہیں۔ لہذا ہم پر شرک کا الزام غلط ہے۔

عطائے صفات سے مراد ہمارے نزدیک صرف وہی صفات مراد ہیں جن کا ظہور بندوں میں دین متین اور عقل سلیم کی روشنی میں ممکن ہے ورنہ وجوب وجود اور غنائے ذاتی کا ظہور بندوں کے حق میں قطعاً محال ہے۔

سوال ۲۔ مشرکین عرب بھی اپنے معبودان باطلہ (بتوں) کے لئے عطائی صفات کے قائل تھے اور تم بھی عطائی صفات کے قائل ہو تمہارے اور ان کے درمیان کیا فرق ہے؟

جواب ۱۔ ہمارے اور ان کے درمیان متعدد فرق ہیں اولاً:۔ وہ بتوں کے لئے عطائی صفات کے قائل تھے جنہیں خدا نے کچھ نہیں دیا تھا اور ہم محبوبان الہی کے لئے عطائی صفات مانتے ہیں جن کو خدا نے صفات عطا فرمائی ہیں اور عطائے خداوندی برائے محبوبان حق سے ثابت ہے۔

اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ، هَذَا عَطَاؤُنَا فَانْتُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ

كُلًّا مِّنْ هَؤُلَاءِ وَهَؤُلَاءِ مِنْ عَطَاؤِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَاؤُ رَبِّكَ مَحْظُورًا

بتوں کو عطا کا عقیدہ رب تعالیٰ پر بہتان اور کفر ہے اور محبوبان الہی کو عطا کا عقیدہ قرآن سے ثابت اور عین ایمان ہے۔

ثانیاً :- وہ مشرکین ان صفات (الوہیت، غنائے ذاتی و جوب وجود) کے بھی قائل تھے جن کی عطا ناممکن اور محال اور ہم مسلمان ان صفات (حاضر و ناظر، علم غیب، اختیار استمداد) کی عطا کے قائل ہیں جن کی عطا ممکن بلکہ واقع ہے۔ لہذا وہ مشرک اور ہم مجتہدہ مؤمن کامل شرک سے پاک ہیں۔

ثالثاً :- حکیم الامت دیوبند اشرف علی تھانوی اپنی آخری تصنیف بوادر النواہر مطبوعہ دیوبند صفحہ ۷۰ میں لکھتے ہیں :-

مشرکین عرب کا اپنے الہہ باطلہ کے ساتھ قدرت مستقلہ کا عقیدہ تھا مشرکین تصرف غیر مقید بالاذن کے قائل تھے۔ صفحہ ۷۰۸ میں لکھا مشرکین ایسے تصرفات و اختیارات کے قائل تھے جو مقید بالاذن نہ ہوں مشرکین کا یہ عقیدہ تھا کہ ان کے معبودان باطلہ نافذ احکامات و اختیارات کرنے میں خدا کی مشیت کے محتاج نہیں اور ہم مسلمان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلام محبوبان الہی کیلئے عطاۓ الہی کے بعد قدرت غیر مستقلہ کے قائل ہیں اور تصرف و اختیارات کرنے میں خدا کی مشیت کے محتاج ہیں ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ خدا کے اذن کے بغیر ایک پتہ بھی حرکت نہیں کر سکتا۔ محبوبان الہی جو کچھ کرتے ہیں اذن الہی سے کرتے ہیں جو ہمارے اس پاک عقیدہ کو شرک کہتا ہے وہ عقل کا علاج کرائے۔

سوال :- اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو ذاتی طور پر الہ اور خالق مانتا ہوں اور

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلکہ دیگر بزرگوں کو بھی عطائی طور پر اللہ اور خالق تسلیم کرتا ہوں تو کیا ایسا شخص مسلمان رہے گا؟ اگر رہے گا تو کس دلیل سے؟

(تبرید از سنگ سردی صفحه ۶۳)

جواب ۱:- وہ مسلمان نہیں رہے گا اس لئے کہ اس نے ان صفات کی عطا کو مانا جن کی عطا ناممکن محال اور ممتنع بالذات ہے۔ مسلمانوں اور مشرکین کے مابین بنیادی فرق یہی ہے کہ وہ ان صفات (الوہیت استقلال بالذات، وجوب وجود اور ذاتی خلق و ایجاد) کے قائل تھے اور مسلمان ان عطائی صفات کے قائل ہیں جن کی عطا کا ثبوت قرآن و حدیث میں موجود ہے۔

سوال ۱۰۔ مشرکین عرب تلبیہ حج میں کہا کرتے تھے لا شریک لک لہیک الا
شریکاً تملکہ و ممالک اس سے ثابت ہوتا ہے وہ اپنے بتوں کے حق میں انصراف
بالاستقلال کے قائل نہ تھے کیونکہ استقلال ذاتی اور مملوکیّت میں منافات ہے یعنی وہ
بتوں کو خدا کی ملک جانتے تھے۔ پھر کس طرح تسلیم کیا جائے کہ وہ ان بتوں میں
صفات مستقل مانتے تھے۔ (جواہر القرآن غلام اللہ خاں راولپنڈی)

جواب :- نص قطعی قرآنی میں مشرکین عرب کا قول صاف اور صریح الفاظ میں موجود ہے۔

ما نَعْبُدُكَ إِلَّا لِبِقَرَتُنَا إِلَى اللَّهِ وَلَقَدْ كَرِهَ اللَّهُ لِسُنُكِكُمْ إِذْ قُلْتُمْ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ قُلْ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا وَإِنَّا لَفِي سُنَّتِ آبَاؤُنَا وَإِنَّا لَفِي شَكٍّ مِمَّا كَانُوا يَعْبُدُونَ

ان کی عبادت کرنے سے اور ان کو معبود ماننے سے ہمیں قرب الہی حاصل ہو۔

مشرکین عرب استحقاق عبادت میں غیر اللہ کو شریک مان کر الا شریکا بولا کرتے تھے

جب ان بد بختوں کے نزدیک ایک مملوک لائق عبادت ہو سکتا ہے تو متصرف بالاستقلال کیوں نہیں ہو سکتا؟ اگر اعتقاد مملوکی کے ساتھ مشرکین کے ناپاک دلوں میں معبودیت کا عقیدہ جمع ہو سکتا ہے تو مملوکی کے عقیدہ کے ساتھ تصرف بالاستقلال کا اعتقاد بھی پایا جاسکتا ہے اپنے تھانوی کی بات تو مانو "بوادر النوار مطبوعہ دیوبند صفحہ ۷۰ میں لکھتے ہیں مشرکین عرب اپنے الہ کے لئے قدرت مستقلہ کے قائل تھے"

سوال ۱۰۔ مولوی سرفراز گکھڑوی نے تہرید النواظر میں لکھا "حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پر حاضر و ناظر کا اطلاق درست ہے مگر بریلوی حضرات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خدا کی طرح حاضر و ناظر مان کر مشرک ہو گئے!"

جواب ۱۰۔ ہم بجز اللہ تعالیٰ خدا کی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر نہیں مانتے جو ایسا ماننے وہ مشرک ہے جملہ صفات خداوندی مستقل بالذات ہیں خدا کی کوئی صفت کسی کی عطا اور غیر مستقل نہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جملہ صفات غیر مستقل اور خدا کی عطا ہیں لہذا ہم خدا کی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں مانتے لہذا ہم بجز اللہ شرک سے پاک ہیں۔

سوال ۱۱۔ کیا اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں میں ایسی صفات پیدا کر دیتا ہے جن کو کمالات خداوندی کی تجلی اور صفات ایزدی کا ظہور کہا جاسکے؟

جواب ۱۱۔ مخلوقات کو مظہر انوار الہی اور جلوہ گاہ کمالات ایزدی ماننا ضروریات دین سے ہے اس کا انکار کفر و الحاد سے کم نہیں صحیح بخاری صفحہ ۹۶۳ جلد دوم میں حدیث قدسی یعنی محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان کے ذریعے خدا فرماتا ہے کہ جس نے

میرے ولی سے عداوت کی میں نے اس کو اعلان جنگ فرما دیا اور جن چیزوں کے ذریعہ بندہ مجھ سے قریب ہوتا ہے ان میں سب سے زیادہ محبوب چیز میرے نزدیک فرائض ہیں اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میری طرف ہمیشہ نزدیک حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو جب میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کے وہ کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی وہ آنکھیں ہو جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے وہ ہاتھ ہو جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے وہ پاؤں ہو جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے اگر وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اسے ضرور دیتا ہوں۔

سوال ۱۲۔ اس حدیث کے تو صرف یہ معنی ہیں کہ جب بندہ کثرت عبادت سے حق تعالیٰ کا مقبول ہو جاتا ہے تو اس کے سب اعضاء کا حق تعالیٰ خود محافظ ہو جاتا ہے۔ (تہرید النواظر صفحہ ۱۱۵۸ از گکھڑوی)

جواب ۱۲۔ آپ ہماری بات نہیں مانتے اپنے اکابرین دیوبند کی بات تو مانیں محدث دیوبند انور شاہ کشمیری فیض الباری شرح بخاری صفحہ ۳۲۹ جلد چہارم میں اسی حدیث قدسی کے تحت لکھتے ہیں "میں کہتا ہوں کہ حدیث کے یہ (گکھڑوی والے) معنی بیان کرنا حق الفاظ سے تجاوز اور کج روی ہے اس لئے کہ بے صفہ اللہ تعالیٰ کا کُنُتْ مَنَعُہ فرمانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ عہد مقرب بالنوافل میں اس کے جسم اور صورت کے سوا کچھ باقی نہیں رہا اور اس میں صرف اللہ تعالیٰ ہی متصرف ہو گیا ہے اور فنا فی اللہ سے صوفیا کی مراد بھی یہی ہے کہ بندہ اپنے خواہشات نفس سے اس طرح خالی

ہو جائے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی چیز تصرف کرنے والی باقی نہ رہے اس حدیث میں وحدت الوجود کی چمک ہے۔ اگر آپ غور فرمائیں تو آپ پر واضح ہوگا کہ آیت کریمہ **وَمَا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ إِلَّا لِعِبَادَتِنَا** کے معانی یہی ہیں جن کا مصداق یہ عہد مقرب ہے عبادت کے معانی پامالی کے ہیں یعنی عہد مقرب اپنی انانیت اور صفات بشریہ کو اپنے رب کی بارگاہ میں پامالی یعنی ریاضت و مجاہدہ کے ذریعہ ان کو فنا کر دیتا ہے اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس بندے میں اس کے اپنی صفات عہدیت کی بجائے صفات حق متجلی ہوتی ہیں اور انوار صفات الہیہ سے وہ بندہ منور و مستنیر ہو جاتا ہے۔

فیض الباری شرح بخاری صفحہ ۴۲۹ جلد چہارم میں دیوبند کے محدث انور شاہ کشمیری فرماتے ہیں جب درخت سے **رُكِّنِيَ اَنَا لِلَّهِ** کی آواز آسکتی ہے تو مقرب بالانوار کا کیا حال ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی سمع و بصر نہ ہو سکے اور اللہ تعالیٰ کا اپنے مقرب بندوں کی سمع و بصر ہو جانا ایسی صورت میں کیوں کر محال ہو سکتا ہے۔ جب کہ وہ ابن آدم جو صورت رحمن پر پیدا کیا گیا شرف و کمال میں شجرہ موسیٰ علیہ السلام سے کسی طرح کم نہیں۔

نماز میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خیال کو گاؤں کے خیال سے بدتر کہنے والا (معاذ اللہ) تمہارا مولوی اسماعیل جسے تم شہید مانتے ہو اپنی نام نہاد صراط مستقیم مطبوعہ لاہور صفحہ ۳۲ میں اس مسئلہ کو اس طرح سمجھاتا ہے کہ جس طرح لوہے کے ٹکڑے کو آگ میں ڈال دیتے ہیں اور آگ کے شعلے ہر طرف سے اسے احاطہ کر لیتے ہیں بلکہ آگ کے اجزائے لطیفہ اس لوہے کے ٹکڑے کے نفس جو ہر میں دخل کر جاتے ہیں اور اس کی شکل و رنگ کو اپنے جیسا بنا لیتے ہیں اور گرمی اور جلانا جو آگ کی

خاصیتوں میں سے ہے اس لوہے کے ٹکڑے کو بخش دیتے ہیں تو اس وقت ضرور وہ لوہے کا ٹکڑا آگ کے انگاروں میں شمار ہو جاتا ہے لیکن نہ اس وجہ سے کہ وہ لوہا اپنی حقیقت کو چھوڑ کر خالص آگ کی حقیقت سے بدل گیا ہے۔ چونکہ یہ امر تو صریح البطلان ہے بلکہ یہ لوہے کا ٹکڑا اپنی حقیقت لوہا ہی ہے مگر شعلہ ہائے نار یہ کے لشکروں کے ہجوم کی وجہ سے اس کا لوہا پن اپنے آثار و احکام سمیت بھاگ گیا ہے اور جو آثار و احکام آگ پر مرتب ہیں وہی آثار و احکام اب بھی آگ پر مرتب ہیں جس نے اس لوہے کے ٹکڑے کو احاطہ کیا ہوا ہے لیکن چونکہ آگ نے اس لوہے کے ٹکڑے کو اپنی سواری بنا کر اپنی سلطنت قرار دے رکھا ہے اس لئے وہ آثار و احکام ٹکڑے کی طرف نسبت کئے جاسکتے ہیں چنانچہ آیت کریمہ **وَمَا فَعَلْتُمْ عَنْ آمُرِي** اسی کیفیت کا بیان ہے اور آیت کریمہ **فَاِذَا ذُرِّبَتْ اِسْفَارُ** اشارہ ہے الغرض اگر اس میں اس آہن پارہ کو بولنے کی طاقت ہوتی تو سوز بان کے ساتھ اپنی اور آگ کی عینیت اور یک جان ہونے کا شور و غل مچاتا اور ضرور خواہ مخواہ ایک ساعت کے لئے اپنی حقیقت سے غافل ہو کر یہ کلمہ بول اٹھتا کہ میں جلانے والی آگ کا انگارہ ہوں اور میں وہ چیز ہوں کہ باورچیوں اور لوہاروں اور سناروں بلکہ تمام پیشہ وروں کا ریگروں کے کاروبار میرے ساتھ وابستہ اور متعلق ہیں اسی طرح جب اس طالب کے نفس کامل کو رجحانی کشش اور جذب کی موجیں احدیت کے دریاؤں کی گہری تہ میں کھینچ لے جاتی ہیں تو انا الحق اور لبس فی جنبی سوی اللہ کا آوازہ اس سے صادر ہونے لگتا ہے اور یہ حدیث قدسی **كنت سمعه الذي يسمع به وبصره الذي يبصر به ويده التي يبطش بها**

اور ایک روایت کی رو سے ولسانہ الذی یتکلم بہا کی حال کی حکایت ہے۔

خبردار اس معاملہ پر تعجب نہ کرنا اور انکار سے پیش نہ آنا کیونکہ جب وادی مقدس کی آگ سے اسی انا اللہ رب العالمین صادر ہوئی تو پھر اشرف موجودات سے جو حضرت ذات سبحانہ و تعالیٰ کا نمونہ ہے اگر انا الحق کی آواز صادر ہو تو کوئی تعجب کا مقام نہیں۔ (منکر و ضد چھوڑ کر اپنے گھر کی خبر لو)

سوال ۱۰۔ ہمارے علامہ سرفراز لکھنوی نے بخاری کی اس حدیث کا جو معنی لکھا ہے وہ تفسیر عزیزی صفحہ ۱۲۷ پارہ ۲۹ کے حوالہ سے ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز بہت بڑے محدث گزرے ہیں تم انکار کیسے کر سکتے ہو۔

جواب ۱۰۔ واقعی وہ بہت بڑے محدث تھے انہوں نے حدیث مذکور کا ایک معنی لکھا ہے دوسرے معنی کا انکار نہیں کیا اب ہم بفضل خدا تفسیر عزیزی کے حوالہ جات سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ مقبولان بارگاہ خداوندی کا مظہر اوصاف حق ہونا حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔

تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۳۹ مطبوعہ دیوبند میں **فَالْمَدْبُورَاتُ امْرَاٌ** کے تحت لکھا **مدبورات امرا** سے مراد کاملوں اور مکملوں کے دل مراد ہیں کہ بعد پہنچنے کے درگاہ الہی میں صفات الہی سے موصوف ہو کے خلق کو دعوت خالق کی طرف کرنے کے واسطے پھر اس طرف رجوع کرتے ہیں۔ بلفظہ

اب عبارت مذکورہ کے الفاظ ”صفات الہی سے موصوف ہو کے“ پر غور کرو اور بتاؤ کہ حاضر و ناظر جسے صفت الہی مانتے ہو اس کے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مظہر

اور اس صفت حاضر و ناظر سے موصوف ہوئے یا نہ؟

تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۰۶ مطبوعہ دیوبند میں ہے ماسوائے حق سے تجر ذکر اور نظر کرنے سے غیر کی طرف اپنے کو بچاتا کہ تیری ذات پر کمالات حقانیہ سب کے سب روشن ہوویں کہ استعداد تام قبول کرنے کو کمالات الہی کے سوائے ذات محمدی کے کسی مخلوق کو حاصل نہیں ہے۔ بلفظہ اب بتائیے کہ حضور ﷺ پر کمالات حقانیہ اور کمالات الہی (حاضر و ناظر، علم غیب) حاصل ہوئے یا نہ؟ یہاں سب کمالات سے مراد وہ سب کمالات ہیں جن کی عطا شرعاً و عقلاً ممکن ہے۔

تفسیر عزیزی صفحہ ۶۷ پارہ ۳۰ مطبوعہ دیوبند میں ہے: لیکن محبوں کے فقط گناہ سے بچنے پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ ان سے تخلق باخلاق الہی چاہتے ہیں۔ بلفظہ

اب بتائیے حضرت محدث دہلوی نے صرف گناہ سے بچنے والے معنی بیان فرمائے ہیں یا تخلق باخلاق الہی مظہر اوصاف الہی ہونا بھی تسلیم کیا ہے؟

تفسیر عزیزی پارہ اول صفحہ ۱۲ مطبوعہ دہلی میں مقام فنا کا ذکر کچھ اس طرح بیان فرماتے ہیں: ”ایسا اس کی یاد میں مشغول ہو اور مستغرق ہو کہ آپ کو فنا کرے اور اس درجہ کو پہنچ جاوے کہ ذکر اور ذکر کرنے والا اور ذکر کیا گیا ایک ہو جاوے اور دوئی درمیان سے اٹھے“ شاہ صاحب نے لکھنوی کا صفایا کر دیا۔

تفسیر عزیزی پارہ اول صفحہ ۹۹ میں شاہ صاحب لکھتے ہیں: پس ضروری ہوا کہ کوئی مخلوقات اس کی کہ ایسی مخلوق ہو کہ ساتھ اخلاق الہی کے تخلق اور ساتھ اوصاف اس کے متصف ہو۔

تفسیر عزیزی پارہ اول صفحہ ۷۰ میں ہے: اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ مخدومت خدا

کی عبارت مخدعت رسول اس کے سے ہے اس واسطے کہ رسول کسی شخص کا اس امر میں بیچ حکم اسی شخص کے ہوتا ہے جو معاملہ کہ اس کے ساتھ کریں اس شخص کی طرف رجوع کرتا ہے اور کہنا رسول کا بعینہ کہنا اس شخص کا ہے جیسا کہ بیچ مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ یعنی جس شخص نے اطاعت رسول کی کی پس تحقیق اس نے اطاعت اللہ کی کی اور بیچ آیت إِنَّ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ يُعْطُونَ اللَّهَ یعنی وہ لوگ کہ بیعت تیرے ساتھ کرتے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ وہ بیعت اللہ کے ساتھ کرتے ہیں اور بیچ آیت وَمَا مَكَّنِيٓ اِذْ رَعَيْتَ وَلٰكِنَّ اللَّهَ رَفَعَنِيٓ یعنی اور نہیں پھینکا تو نے جس وقت پھینکا تو نے لیکن اللہ نے پھینکا۔ اس معنی کا صاف ارشاد کیا ہے۔ پس فریب دینا ان منافقوں کا رسول خدا کو ساتھ ظاہر کرنے ایمان کے گویا فریب دینا خدا کا ہے علی الخصوص ہر گاہ کہ اس رسول کے واسطے باوجود رسالت کے مرتبہ محبوبیت کا بھی ثابت ہے اور محبوب خدا کو فریب دینا بمنزلہ اس بات کے ہے کہ خدا کو فریب دیا جیسے کہ صحیح بخاری کے اندر حدیث قدسی میں وارد ہے کہ بندہ مومن طرف میری نزدیک ہوتا ہے بسبب ادا کرنے نوافل کے یہاں تک کہ اس کو اپنا محبوب کرتا ہوں کان اور آنکھ اس کی ہو جاتا ہوں کہ ساتھ میرے سنتا ہے اور دیکھتا ہے اور زبان اس کی ہوتا ہوں کہ ساتھ میرے باتیں کرتا ہے اور ہاتھ اس کا ہو جاتا ہوں کہ ساتھ میرے کام کرتا ہے، پاؤں اس کا ہو جاتا ہوں کہ ساتھ میرے چلتا ہے۔

شاہ عبدالعزیز کے دادا جان کا ارشاد

مکتوبات شاہ عبدالرحیم، انفاس رحیمیہ صفحہ ۱۸ میں شاہ ولی اللہ (المتوفی ۱۱۷۶ھ) کے

والد اور شاہ عبدالعزیز (المتوفی ۱۲۳۹ھ) کے دادا شاہ عبدالرحیم (المتوفی ۱۱۳۱ھ) فرماتے ہیں اور رحمت کاملہ نازل ہو اس ذات پر جو اللہ تعالیٰ کے مظہر اتم و اکمل ہیں اور اس کے حسن و جمال کی جلوہ گاہ ہیں جن کا نام پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ صفحہ ۲۱ پر لکھتے ہیں بہترین تحفے اس کے حبیب پر جو اللہ تعالیٰ کے جمال و کمال کا آئینہ ہیں اور اس کے خزانہ بخشش کی کنجی ہیں۔

۶۶..... امام رازی تفسیر کبیر صفحہ ۶۸۷، ۶۸۸ جلد پنجم میں لکھتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم کی زبان اقدس پر فرمایا میرا بندہ میری طرف کسی چیز کے ذریعہ وہ نزدیکی حاصل نہیں کرتا جو ادائے فرائض کے ذریعے حاصل کرتا ہے اور نوافل کے ذریعہ وہ ہمیشہ مجھ سے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں پھر جب وہ میرا محبوب ہو جاتا ہے تو میں اس کے کان اور آنکھ اور زبان اور دل اور ہاتھ اور پاؤں ہو جاتا ہوں وہ مجھ سے سنتا ہے مجھ سے دیکھتا ہے مجھ سے بولتا ہے اور مجھ سے چلتا ہے اور یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ان بندگان مقربین بارگاہ ایزدی کی آنکھوں، کانوں بلکہ تمام اعضا میں غیر اللہ کے لئے کوئی حصہ باقی نہ رہا اس لئے اگر یہاں اللہ تعالیٰ کے غیر کے لئے کوئی حصہ باقی رہا ہوتا تو اللہ تعالیٰ یہ کبھی نہ فرماتا کہ میں اس کی سمع و بصر ہو جاتا ہوں اور اسی لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں نے درخبر جسمانی قوت سے نہیں اکھاڑا بلکہ ربانی قوت سے اکھاڑا تھا اور اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ اس وقت حضرت علی کی نظر عالم اجساد سے منقطع ہو چکی تھی اور ملکی قوتوں نے حضرت علی کو عالم کبریا کے نور سے چمکا دیا تھا جس کی وجہ سے ان کی روح قوی ہو کر ارواح ملکیت کے جواہر سے مشابہ ہو گئی تھی اور اس میں عالم

قدس و عظمت کے انوار چمکنے لگے تھے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں وہ قدرت حاصل ہوگئی جو ان کے غیر کو حاصل نہ تھی اور اسی طرح جب کوئی بندہ نیکیوں پر پیشگی اختیار کرتا ہے تو اس مقام تک پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے مَخْنُثٌ لِّہٖ سَمْعًا وَ بَصْرًا فرمایا ہے جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور اس کی سمع ہو جاتا ہے تو وہ دور و نزدیک آواز کو سن لیتا ہے اور جب یہی نور اس کی بصر ہو گیا تو وہ دور و نزدیک کی چیزوں کو دیکھتا ہے اور جب یہی نور جلال اس کا ہاتھ ہو گیا تو یہ بندہ مشکل اور آسان دور و نزدیک کی چیزوں میں تصرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔

۶۵..... تفسیر روح المعانی پارہ ۲۱ صفحہ ۱۰۲ میں ہے عارفین نے ذکر کیا ہے کہ قوم میں ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ میں اللہ کے لئے اللہ کے ساتھ اللہ سے سنتے ہیں اور وہ سمع انسانی کے ساتھ نہیں بلکہ سمع ربانی کے ساتھ سنتے ہیں جیسا کہ حدیث قدسی کنت سمعہ الذی یسمع بہ میں وارد ہے۔

۶۶..... النواہیت و الجواهر صفحہ ۱۲۵ جلد اول میں ہے: ”اللہ تعالیٰ نے اس بات کی خبر دی کہ جب وہ کسی بندے کو محبوب بنا لیتا ہے تو وہ اس کی سمع و بصر ہو جاتا ہے۔ وہ بندہ اللہ تعالیٰ کی صفت سمع و بصر کا مظہر بن جاتا ہے اس مقام پر اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کو جنہیں وہ چاہتا ہے ان میں اپنی وہ کل صفات جن کا مظہر ہونا بندہ کے حق میں شرعاً و عقلاً ممکن ہے جمع کر دیتا ہے اور کبھی بعض صفات عطا فرماتا ہے اور درجہ بدرجہ تھوڑی تھوڑی صفات عطا فرماتا رہتا ہے۔“

سوال:۔ زبانی دعویٰ قبول نہیں حضور ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کا کوئی ثبوت بھی ہے؟

جواب:۔

حضور ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کی پہلی قرآنی دلیل

ارشاد خداوندی ہے۔ وَمَا أَسْأَلُكَ إِلَّا نَحْمَةً يُّلَٰعِلِيْنَ اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو اے محبوب مگر رحمت عالمین (ماسوائے اللہ) کے لئے۔

۶۷..... روح المعانی پارہ ۱ صفحہ ۱۹۶ اسی آیت کے تحت ہے (ترجمہ) عالمین (ماسوائے اللہ) کے لئے حضور علیہ السلام کا رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ حضور علیہ السلام کل ممکنات پر ان کی قابلیت و استعداد کے موافق فیض الہی کا واسطہ عظمیٰ ہیں۔ اس لئے کہ حضور کا نور پہلی مخلوق ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اے جابر سب اشیاء سے پہلے خدا تعالیٰ نے تیرے نبی کا نور پیدا فرمایا اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیتا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں اور حضرات صوفیاء کرام کا کلام اس بیان میں ہمارے کلام سے بہت بڑھ چڑھ کر ہے۔

۶۸..... تفسیر عرائس البیان صفحہ ۵۲ جلد دوم ”اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو اے محبوب مگر رحمت تمام جہانوں کے لئے“ اے صاحب فہم و خرد اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں ہمیں بتایا کہ خالق کائنات نے اپنی کل مخلوقات میں جو چیز سب سے پہلے پیدا کی وہ حضور کا نور مبارک ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اس نور کے ایک جزو سے عرش تا فرش تمام مخلوقات کو پیدا فرمایا لہذا اعدم سے مشاہدہ قدم کی طرف ان کا بھیجنا جمیع مخلوقات کے لئے رحمت ہے کیونکہ سب کا صدور و ظہور انہی کے نور سے ہے لہذا ان کا ہونا مخلوق کا ہونا ہے اور ان کا موجود ہونا وجود خلق کا موجب ہے اور ان کا وجود مبارک جمیع خلایق پر

اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سبب ہے اس لئے کہ سب کے وجود کا سبب وہی ہیں لہذا وہ ایسی رحمت ہیں جو سب کے لئے کافی ہیں اور اسی آیت رحمت میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بھی بتایا کہ قضاء قدرت میں تمام مخلوقات صورت مخلوق کی طرح بے جان اور بغیر روح حقیقی کے پڑی ہوئی حضور کی تشریف آوری کا انتظار کر رہی تھی جب حضور عالم میں تشریف لائے تو تمام عالم وجود محمدی سے زندہ گیا اس لئے کہ تمام مخلوقات کی روح حضور ہی ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت تمام جہانوں کے لئے۔ یہی مضمون تفسیر روح البیان پارہ ۷ جلد پنجم میں بھی درج ہے۔

ثابت ہوا کہ تمام افراد ممکنات کے ساتھ حضور علیہ السلام کا رابطہ اور تعلق ہے جس کے بغیر وصول فیض ممکن نہیں جب سب کا رابطہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے تو حضور ﷺ کسی سے دور نہیں نہ کسی فرد ممکن سے بے خبر ہیں جب وہ رحمۃ للعالمین ہونے کی وجہ سے روح دو عالم ہیں تو کس طرح ممکن ہے کہ عالم کا کوئی فرد یا جزو اس روح مقدسہ سے خالی ہو جائے لہذا اماننا پڑے گا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہو کر روح کائنات ہیں اور عالم کے ہر ذرہ میں روحانیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوے چمک رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ آپ کی یہ جلوہ گری علم و ادراک اور نظر و بصر سے معزئی ہو کر نہیں ہو سکتی کیونکہ روحانیت و نورانیت ہی اصل ادراک اور حقیقت نظر و بصر ہے لہذا آیت قرآنی سے ثابت ہو گیا کہ عرش سے فرش تک تمام مخلوقات و ممکنات کے حقائق لطیفہ پر حضور علیہ السلام حاضر و ناظر ہیں۔ رحمت بمعنی رَاحِمًا للعلمین :- تفسیر روح المعانی صفحہ ۹۵ پارہ ۷ اسی آیت کے تحت ہے کہ حضور رَاحِمًا للعلمین ہیں حضور راحم اور اللہ کے سوا جو کچھ ہے وہ حضور کی

رحمت کا محتاج ہے۔ راحم راحم فرمانے والے کے لئے زندہ، با اختیار، قریب ہونا لازمی ہے اس آیت سے ثابت ہوا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر شے کے قریب اور حاضر و ناظر ہیں۔ (از افاضات غزالی زماں کاظمی رحمۃ اللہ علیہ)

..... حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں میں نے مشاہدہ کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مقدسہ پوری کائنات میں موجیں مار رہی ہے اس لئے کہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔ (ملخصاً)

..... جواہر البحار صفحہ ۵۹ جلد سوم آیت کریمہ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کی دلیل ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کی دوسری قرآنی دلیل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شاہد ہونا قرآن مجید میں متعدد مقامات پر مذکور ہے۔ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَٰهِدًا، يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَٰهِدًا، وَشَٰهِدٌ وَمَشْهُودٌ شَٰهِدٌ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں (تمام تفاسیر معتبرہ)۔

اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكَ رَسُوْلًا شَٰهِدًا عَلَيْكَ شَٰهِدٌ کے معنی حاضر و ناظر، مشاہدہ فرمانے والا، گواہ کیونکہ روز قیامت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دیکھی ہوئی گواہی پر فیصلہ ہوگا جس پر کفار بھی خاموش ہو جائیں گے اور وہاں مان جائیں گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی یعنی ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اولین و آخرین کے یعنی گواہ ہیں شاہد کا ایک معنی محبوب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت فرض ایمان بلکہ ایمان کی جان ہے اور محبوب ہمیشہ محبت کے ذہن میں حاضر ہوتا ہے۔

سوال ۱: شاہد کا معنی حاضر و ناظر تمہارے احمد رضا خاں بریلوی کی ایجاد ہے۔

(سر فراز گلکھڑوی)

جواب ۱: یہ مولانا احمد رضا خاں کی ایجاد نہیں کھولو مفردات امام راغب اصفہانی صفحہ ۲۶۹ میں لکھا ہے حضور علیہ السلام بصر یا بصیرت کے ساتھ مشاہدہ فرماتے ہوئے حاضر و ناظر ہیں۔

دیکھو زرقانی علی المواہب صفحہ ۱۳۴ جلد سوم (الشاہد) العالم او المطلع الحاضر من الشهود الحضور کما قال اللہ تعالیٰ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا مَوَاهِب لَدُنِيہ مترجم صفحہ ۱۸۸ جلد دوم امام قسطلانی شارح بخاری فرماتے ہیں اور آپ کا اسم شریف شاہد ہے اس کا معنی عالم ہے یا اس کا معنی مطلع حاضر ہے۔

☆..... جواہر البحار صفحہ ۲۵۷ جلد سوم حضور علی الدوام شاہد بمعنی حاضر و ناظر ہر چیز کا مشاہدہ فرمانے والے ہیں ایسا ہی صفحہ ۳۶۰ جلد سوم میں بھی ہے۔

☆..... جواہر البحار صفحہ ۲۶۳ جلد سوم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا و آخرت کی ہر شے کے بصیر معائنہ فرمانے والے ہیں۔

سوال ۲: اس سے ہر جگہ حاضر و ناظر کیسے ثابت ہوئے؟

جواب ۱: کچھ حوالے گذر چکے مزید حوالے ملاحظہ ہوں۔

☆..... تفسیر ابو السعود صفحہ ۷۹۰ جلد ششم:-

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی) بے شک ہم نے آپ کو شاہد (حاضر و ناظر) بنا کر ان سب پر جن کی طرف آپ بھیجے گئے آپ ان

کے احوال کی تمہیبانی فرماتے ہیں اور ان کے اعمال مشاہدہ فرماتے ہیں یعنی ان سب کے کاموں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں ان تمام چیزوں پر آپ ان کے گواہ بنتے ہیں جو ان سے صادر ہوئیں تصدیق سے اور تکذیب سے۔

☆..... بیضاوی شریف صفحہ ۱۹۷ جلد دوم:- شاہد ان چیزوں کے جن کی طرف آپ مبعوث فرمائے گئے۔

☆..... تفسیر مدارک صفحہ ۲۳۵ جلد دوم:- يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ آپ جن کی طرف مبعوث فرمائے گئے ان کے مشاہدہ فرمانے والے حاضر و ناظر ہیں۔

☆..... تفسیر جلالین صفحہ ۲۵۳:- آپ حاضر و ناظر ہیں جن کی طرف آپ بھیجے گئے۔ شاہداً علی من ارسلت الیہم

☆..... تفسیر جمل صفحہ ۴۴۲ جلد چہارم:- شاہداً علی من ارسلت الیہم

☆..... روح المعانی صفحہ ۴۲ پارہ ۲۲ انا ارسلناک شاہداً علی من بعثت

الیہم اور اس قسم کی عبارت تفسیر کبیر ج ۲۵ جلد ۹ صفحہ ۷۳ طبع مکتبہ علوم اسلامیہ لاہور پر بھی موجود ہے۔

☆..... زرقانی علی المواہب صفحہ ۱۳۴ جلد سوم:- حضور صلی اللہ علیہ وسلم

حاضر و ناظر اس کے ہیں جس کی طرف آپ مبعوث ہوئے ان تفاسیر معتبرہ کے حوالہ

جات سے ثابت ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سب پر حاضر و ناظر ہیں جن کی

طرف آپ رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں صحیح مسلم صفحہ ۱۹۹ جلد اول میں ہے سرکار

صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ارسلت الی الخلق کافۃ میں تمام مخلوقات کی

طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں ان عبارات کو حدیث مذکورہ سے ملانے سے ثابت ہوا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری خدائی تمام مخلوق کے علی الدوام حاضر و ناظر ہیں اس لئے شیخ محقق حاشیہ اخبار الاخیار صفحہ ۱۵۵ میں اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں:-

”امت میں کثیر اختلافات کے باوجود حضور علیہ السلام کے زندہ اور حاضر و ناظر کے مسئلہ پر امت میں کوئی اختلاف نہیں۔ معلوم ہوا مولویوں نے آج کل یہ مسئلہ اختلافی بنادیا اور نہ شیخ محقق کے دور تک یہ مسئلہ امت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اجماعی و اتفاق تھا۔ امام فخر الدین رازی نے کلمہ من عقلا و غیر عقلا کے لئے عام رکھا ہے اسی طرح من ارسلت الیہم میں کلمہ من عقلا و غیر عقلا سب کو شامل ہے اور ارسلت الی الخلق کافہ میں جتنے افراد ہیں من ارسلت ان سب کو حاوی ہے لہذا ثابت ہو گیا کہ جس کی طرف آپ مبعوث ہوئے ہیں اس پر آپ حاضر و ناظر بھی ضرور ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کل مخلوق کی طرف ہے لہذا آپ حاضر و ناظر بھی کل مخلوق پر ہیں۔ (از افادات غزالی زماں)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کی تیسری قرآنی دلیل

سورۃ احزاب میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یُرَاجَعُ فرمایا سراج کا ایک معنی چراغ ہے جیسا ماحول ہوگا چراغ بھی ویسا ہی ہوگا کوئی کسی چھوٹے کمرے کا چراغ ہوگا کوئی بڑے حال کا چراغ ہوگا کوئی پورے گھر کا چراغ ہوگا کوئی پورے شہر کا چراغ ہوگا اور کوئی پورے ملک کا چراغ ہوگا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو عالمین کے چراغ ہیں لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا میرے آقا سراج منیر ہیں تو سمجھ لو میرے آقا فرش پر ہوں تو ان کی روشنی عرش پر جاتی ہے اگر وہ مدینے کا چراغ عرش پر

ہے تو اس کی روشنی فرش تک جاری ہے اگر وہ چراغ مکان میں ہے تو اس کی روشنی لامکان تک جاری ہے اور اگر وہ لامکان میں ہے تو ہر مکان تک اس کی روشنی جاری ہے تو جہاں اس کی روشنی ہے وہاں وہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود و حاضر و ناظر ہیں اور جب موجود ہیں تو یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ان کے بغیر کائنات زندہ رہ سکے۔

یُرَاجَعُ کا دوسرا معنی چمکتا و ملتا آفتاب ہے۔ (کنز الایمان)

دنیا کا سورج ایک وقت میں آدمی دنیا کو روشن کرتا ہے مگر اس آفتاب نبوت سے عالمین علی الدوام (ہمیشہ) منور ہیں اور منور رہیں گے مدینہ میں رہ کر پوری کائنات کو روشن کر رہا ہے، مہتمم دارالعلوم دیوبند قاری محمد طیب اپنی معرکۃ الآراء تصنیف آفتاب نبوت صفحہ ۱۲۲ میں لکھا ہے: ”بعض طبقات آفتاب نبوت کی تعلیم و تربیت سے ہر جہتی حیثیت سے منور ہو کر نور مجسم اور مظہر آفتاب بن گئے جیسے صحابہ کرام، بعض نے ظاہر و باطن دونوں کو یکساں کے ساتھ منور کیا اور مظہر نور آفتاب بن گئے جیسے ائمہ اور راہنما فی العلم، بعض کے باطن نے زیادہ اثر لیا مگر ظاہر زیادہ نہ چمک سکا اور وہ مظہر ضیاء آفتاب بن گئے جیسے ارباب علم و معرفت، بعض کے باطن نے کم اثر لیا مگر ظاہر زیادہ روشن ہو کر نمایاں ہوا اور آفتاب کی ظاہری چمک دمک کا مظہر بن گئے جیسے عوام مؤمنین اور بعض نے باطن کو یکسر بند کر کے محض ظاہر کو صورت چمک سے آراستہ دکھلانے کی کوشش کی اور وہ منافقین ہیں، بعض ظاہر و باطن دونوں کے لحاظ سے محروم اور تاریک رہے اور انہیں مظہریت کی کوئی نسبت بھی حاصل نہ ہوئی جیسے کفار و مشرکین“۔ صفحہ ۲۰۴ پر لکھا ”ہم اور تم مؤمن کہلاتے ہیں صرف اس وجہ سے کہ اس آفتاب نبوت کی (آفتاب ایمان) دھوپ ہم پر پڑی ہوئی ہے تو ہم اور تم مؤمن کہلانے لگے“ (معلوم ہوا ایمان بغیر حضور

ﷺ کو حاضر و ناظر مانے نہیں ملتا) کوئی اپنے عالم کی بات نہ مانے تو میں کیا کروں صفحہ ۲۳۹ پر لکھا ”غرض بشری ازل سے بشری ابد تک اولیت کے ساتھ اور خاتمیت کے ساتھ یہی نور چمکتا رہا اور چمکتا رہے گا نہ اس کے لئے انتہا ہے نہ اختتام اور اسی کے فیضان سے کائنات چمکتی رہی اور مختلف روپوں میں چمکتی رہے گی“ صفحہ ۱۳۷ پر مہتمم دیوبند یہ بات (پس یہ آفتاب نبوت گویا اولین و آخرین کی نگاہوں کے سامنے ہر وقت موجود اور جانا پہچانا) لکھ کر ایک سطر بعد دورنگی اور منافقانہ علت کا شکار ہو گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کی چوتھی قرآنی دلیل

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ

الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا اس آیت میں تین خاص باتیں ہیں۔

۱۔ گنہگار حضور ﷺ کے پاس حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے طلب مغفرت کریں۔

۲۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ان کے لئے شفاعت فرمائیں۔

۳۔ اس کے بعد اللہ کو تواب اور رحیم پاؤ گے۔

یہ حکم ابدی دائمی ہے۔

ملاحظہ ہوں۔ کتب دیوبند آب حیات مصنفہ بانی دیوبند، تسکین الصدور صفحہ ۳۵۴ مصنفہ سرفراز گلکھڑوی، رحمت کائنات صفحہ ۲۹۰ از زاہد الحسینی دیوبندی، تفسیر معارف القرآن صفحہ ۴۵۹ جلد دوم طبع کراچی از مفتی محمد شفیع دیوبندی۔

دیوبندی کتب کے حوالہ جات سے بھی ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کا حکم آج بھی اسی طرح ہے تو پھر ایک مؤمن کس طرح حاضر ہو؟ قرآن نے یہ عقدہ

اس طرح حل فرمایا نبی ﷺ مؤمنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب (اولیٰ) ہے خدا نے نبی ﷺ کو تمہاری جانوں سے بھی زیادہ قریب کر دیا فرمایا اے مؤمنو یہ فکر نہ کرو کہ ہم کیسے حاضر ہوں گے تمہیں تو تردد تب ہو کہ میرا محبوب ﷺ تم سے دور ہواے مؤمن اپنے آپ کو حضور ﷺ سے بعید تصور نہ کر بلکہ یہ سمجھ کہ وہ میرے قریب اور ہمیشہ حاضر و ناظر ہیں اور میں ان کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوں جہاں سے بھی استغفار کر لیا وہیں حضور ﷺ نے خدا داد طاقت سے سن لیا اور شفاعت فرمائی اور اللہ تعالیٰ کو تَوَّابًا رَحِيمًا پایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کی پانچویں قرآنی دلیل

ارشاد خداوندی ہے اَلَّذِي اَوَّلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ اس آیت کے مفسرین نے متعدد معانی لکھے ہیں۔

۱۔ خاص نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم مؤمنوں کی جانوں سے بھی ان کو زیادہ محبوب اور زیادہ پیارا ہے۔

۲۔ خاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم مؤمنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہے۔

۳۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مؤمنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہے۔

سوال :- کیا علمائے دیوبند نے بھی تیسرے معانی کسی کتاب میں لکھے ہیں۔

جواب :- جی ہاں! ضرور لکھے ہیں۔

۱۔ بانی دارالعلوم دیوبند کی تحذیر الناس صفحہ ۱ میں لکھا ہے نبی مؤمنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہے یہاں اَوَّلَىٰ بمعنی اقرب (زیادہ قریب) ہے۔

ii۔ بانی دارالعلوم دیوبند قاسم نانوتوی آب حیات صفحہ ۵۸ میں لکھا ہے۔

اَلْكَلْبِيُّ اَوَّلِي الْاَشْيَاءِ مِنْ اَنْفُسِهِمْ کے یہ معنی ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زیادہ نزدیک ہے مؤمنوں سے بہ نسبت ان کی جانوں کے اُغنی ان کی جانیں ان سے اتنی نزدیک نہیں جتنا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سے نزدیک ہے اصل معنی اَوَّلٰی کے اقرب (زیادہ قریب) ہیں۔

iii۔ آب حیات صفحہ ۸۴ میں لکھا۔ اُکائی کے صلہ میں اس آیت میں لفظ مِنْ اَنْفُسِہِ واقع ہے اور مِنْ اَنْفُسِہِ کی ضمیر مؤنثین کی طرف راجع ہے تو اب یہ معنی ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مؤمنین کی نسبت ان کی جانوں سے بھی زیادہ نزدیک ہیں چند سطور بعد لکھا۔

iv۔ من انقیاد کی ضمیر مؤنثین کی طرف راجع ہے تو یہ معنی ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مؤنثین کی نسبت ان کی جانوں سے بھی زیادہ نزدیک ہیں مگر اس قدر قرب کہ قریب کو اپنے مضاف الیہ کے ساتھ اس کی ذات سے بھی زیادہ قرب ہو۔

۷۔ آب حیات صفحہ ۱۲، از نانوتوی۔ بالملہ آیت کریمہ اَلَّذِیْ اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ کی کل تین تفسیریں ہیں ایک اَقْرَبُ اِلَى الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب) دوسری احب الی المومنین من انفسهم (مومنوں کو ان کی جانوں سے زیادہ پیارے) تیسری اَوَّلٰی بِالتَّحْصِیْفِ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (نبی ﷺ کی جانوں سے زیادہ قریب ہیں) یہی کی تفسیر کی طرف راجع ہیں۔

۷۱۔ مہتمم دارالعلوم دیوبند قاری محمد طیب نے آفتاب نبوت صفحہ ۲۰۵ میں لکھا ہم خود اپنے سے اتنے قریب نہیں جتنے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے قریب ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے اتنے قریب نکلے کہ ہم خود بھی اپنے سے اتنے قریب نہیں۔۔۔ پس مؤمن اپنے وجود میں خود اپنے سے اتنا نزدیک نہیں کہ اس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک ہیں۔ اسی حقیقت کی طرف قرآن حکیم نے اشارہ فرمایا اَلَّذِیْنَ اَوَّلٰی بِالْاٰثِمِیْنِ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ابِ جَوْنَتُوْیْ بھئی لگانا ہوا اپنے اکابرین پر لگاؤ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کی چھٹی قرآنی دلیل

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضور ﷺ کی ایک شان وِیْکُنْ کَوْفُھُ (یعنی مومنوں کو پاک فرمانے والے) بیان فرمائی جب پاک کرنے والے رسول ﷺ ہیں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ پاک ہونے والے سے پاک کرنے والا دور ہو پلید کپڑا جب پاک ہوگا جب پانی کے قریب ہو جب تک حضور ﷺ مومن کے دل میں جلوہ گر نہ ہو جائیں مومن پاک ہو ہی نہیں سکتا پاک کرنا تو آپ کا منصب ہے پاک کرنے کے لئے تو آپ تشریف لائے ہیں جو اپنے آپ کو حضور ﷺ سے دور سمجھے وہ پاکی سے محروم رہے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کی ساتویں قرآنی دلیل
 ارشاد حق ہے **وَأَعْلَمُوا أَن فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ** یقین سے جان لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم تم سب میں (تمہاری جانوں سے زیادہ) قریب) موجود ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کی آٹھویں قرآنی دلیل

ارشاد خداوندی ہے۔ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ

جاء کھ میں قیامت تک کے مسلمانوں سے خطاب ہے کہ تم سب کے پاس حضور علیہ السلام تشریف لائے ہیں مسلمان عالم میں ہر جگہ ہیں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ہر جگہ موجود ہیں۔ دوم یہ فرمایا گیا **وَنُفِصِلُكُمْ تَهَارِي جَانُول** میں سے یعنی ان کا آنا تم میں ایسا ہے جیسے جان کا قالب میں آنا کہ قالب کی رگ رگ اور روگنے روگنے میں موجود اور ہر ایک سے خبردار رہتی ہے ایسے ہی حضور علیہ السلام ہر مؤمن کے ہر فعل سے باخبر ہیں۔ تیسرے یہ فرمایا گیا کہ **عَزَّيْزٌ عَلَيْكُمْ مَا عَشِثْتُمْ** ان پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے جس سے معلوم ہوا کہ ہماری راحت و تکلیف کی ہر وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر ہے تب ہی تو ہماری تکلیف سے قلب اقدس کو تکلیف ہوتی ہے اگر ہماری خبر نہ ہو تو تکلیف کیسی۔

نویں قرآنی دلیل

رَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدا کی رحمت اور رحمت جہانوں کو محیط لہذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جہانوں کو محیط۔

دسویں قرآنی دلیل

سخ کا عذاب کیوں نہیں آتا ہے وجہ یہ بیان فرمائی **وَأَنْتَ فِيهِمْ** حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان میں موجود اور حاضر ہیں۔

گیارہویں قرآنی دلیل

وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا دوسری جگہ فرمایا **وَجُنتُكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا** ان دو آیات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شہید فرمایا جس کے معنی عینی گواہ

اور حاضر کے ہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر عزیزی پارہ دوم زیر آیت **وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا**

نماز میں السلام علیک ایہا النبی کہنے کا راز

حضور صلی اللہ علیہ وسلم باوجود ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کے اللہ تعالیٰ کے دربار سے کسی وقت جدا نہیں ہوتے نماز مؤمن کی معراج یعنی اللہ تعالیٰ کے دربار کی حاضری ہے تو نمازی کو حکم دیا گیا کہ جب تو دربار الہی میں حاضر ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں موجود سمجھ کر خطاب و ندا کے ساتھ انہیں مخاطب کر کے السلام علیک ایہا النبی کے الفاظ سے ان کی خدمت میں تحفہ سلام پیش کر۔

..... المیزان الکبریٰ صفحہ ۱۳۵ جلد اول طبع مصر میں ہے نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھنے کا حکم صرف اس لئے دیا کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں بیٹھنے والے غافلوں کو اس بات پر تنبیہ فرمادے کہ جہاں وہ بیٹھے ہیں اس بارگاہ میں ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما ہیں اس لئے وہ دربار خداوندی سے کبھی جدا نہیں ہوتے پس نمازی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بالمشافہ (رو برو) سلام کے ساتھ خطاب کرتے ہیں۔

..... فتح الباری شرح بخاری صفحہ ۲۵۰ جلد دوم طبع مصر نمازیوں نے حبیب کے حرم میں حبیب کو موجود پایا یعنی دربار خداوندی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہیں ان مولوی محمد حنیف گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں: شہادت، گواہی دینا شریعت میں کسی حال کی خبر دینے کو کہتے ہیں جو انکل اور گمان سے نہ ہو بلکہ چشم دید ہو۔

(الصباح النوری صفحہ ۲۸۶ جلد دوم طبع ملتان) ابوالجلیل فیضی غفرلہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی السلام علیک ایہا النبی کہتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے۔ ایسا ہی عمدۃ القاری شرح بخاری صفحہ ۱۱۱ جلد ششم، مواہب اللدنیہ صفحہ ۲۳۰ جلد دوم، زرقانی علی المواہب صفحہ ۳۳۰ جلد ہفتم، زرقانی شرح مؤطا امام مالک صفحہ ۷۰ جلد اول سعایہ صفحہ ۲۲۷ جلد دوم، فتح الملہم شرح مسلم (شیر احمد عثمانی دیوبندی) صفحہ ۱۳۳ جلد دوم، اوجز المسالک صفحہ ۲۶۵ جلد اول (مولوی محمد زکریا سہارن پوری دیوبندی) سب علماء یک زبان کہہ رہے ہیں حرم حبیب میں حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت حاضر ہیں جہاں بھی نماز پڑھو وہاں خدا موجود اور اللہ کی عطا کردہ صفت سے وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی حاضر اور موجود ہیں۔

..... السعایہ فی کشف ما فی شرح الوقایہ صفحہ ۲۲۸ جلد دوم از مولوی عبدالحی لکھنوی (المتوفی ۱۳۰۳ھ) میں ہے: میرے والد (علامہ عبدالحلیم لکھنوی) نے اپنے رسالہ نور الایمان بزیارت حبیب الرحمن میں فرمایا التحیات میں السلام علیک ایہا النبی کہنے کا راز یہ ہے کہ حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وجود میں جاری و ساری اور ہر بندہ کے باطن میں حاضر و موجود ہے اس حالت کا پورا انکشاف بحالت نماز ہوتا ہے لہذا محل خطاب حاصل ہو گیا اور بعض اہل معرفت نے فرمایا کہ بندہ جب ثناء الہی سے مشرف ہوا تو اسے حرم الہی کے حریم میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی اور اس کی بصیرت کو خوب روشن کر دیا گیا حتیٰ کہ اس نے حرم حبیب میں حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر پایا فوراً ان کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی (المتوفی

۱۰۵۲ھ) اشعة النلمعات شرح مشکوٰۃ صفحہ ۴۰۱ جلد اول میں لکھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مومنوں کا نصب العین اور عابدوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں تمام احوال و واقعات میں خصوصاً حالت عبادت میں اور اس کے آخر میں کہ نورانیت اور انکشاف کا وجود اس مقام میں بہت زیادہ اور نہایت قوی ہوتا ہے اور بعض عارفین نے فرمایا ہے کہ یہ خطاب اس وجہ سے ہے کہ حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تمام موجودات کے ذرات اور افراد کے ممکنات میں جاری و ساری ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں لہذا نمازی کو چاہیے کہ اس معنی سے آگاہ رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حاضر ہونے سے غافل نہ ہوتا کہ انوار قرب اور اسرار معرفت سے روشن اور فیض یاب ہو۔ بعینہ یہی بات تیسیر القاری شرح صحیح البخاری صفحہ ۲۸۱ اور ۲۷۲، ۲۷۳ جلد اول میں موجود ہے اور مسک الختام شرح بلوغ المرام صفحہ ۲۲۳ مصنفہ صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد میں ہے۔ اخلاق جلالی صفحہ ۲۵۶، ۲۵۷ کا خلاصہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اول مخلوق ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم عقل اول اور قلم اعلیٰ ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو ہر بسیط نورانی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام کائنات کے حقائق لطیفہ کے جامع ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ (غیب الغیب) کے عالم ہیں اور تمام موجودات و مخلوقات ان کے جمیع احوال کو تمام و کمال جانتے ہیں ماضی حال مستقبل میں کوئی شے کسی حال میں حضور سے مخفی نہیں تمام موجودات خارجیہ کا ظہور حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتا ہے حتیٰ کہ ترتیب ظہور بھی وہی ہے جو حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں

مستور ہے۔

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کی ایسی روشن و قوی دلیل ہے جس کا انکار کسی گمراہ اور کور باطن کے سوا کوئی اور نہیں کر سکتا۔ (افادات از غزالی زماں)

سوال ۱۰: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ نے حاضر کا صیغہ چھوڑ دیا۔

جواب ۱۰: مرقاة شرح مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۸ جلد اول میں ہے اس کا مطلب یہ ہے جس طرح ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری میں پڑھتے تھے پردہ فرمانے کے بعد بھی اسی طرح یعنی السلام علیک ایہا النبی پڑھتے رہے۔ عرف شذی میں شرح منہاج سے امام بکی کا قول نقل کیا ہے جمہور صحابہ کرام حیات و بعد وصال دونوں حالتوں میں السلام علیک ایہا النبی پڑھتے تھے۔ ۱

۱۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو قرآن مجید کی طرح اس تشہد کی تعلیم دی جو آج تک پڑھا جا رہا ہے یعنی السلام علیک ایہا النبی ملاحظہ ہو۔ مسلم صفحہ ۷۲ جلد اول طبع کراچی اور یہ بھی کہیں منقول نہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہو کہ میرے وصال کے بعد اس کو بدل لینا۔ ہاتھ ابرہانکم ان کنتم صادقین جب حیات مبارکہ میں السلام علیک ایہا النبی پڑھا جاتا تھا تو کیا تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان ہمیشہ بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں رہتے تھے یا کچھ سفر و حضر میں جنگ و صلح میں، مکہ شریف میں، طائف شریف میں، خیبر وغیرہ کے علاقوں میں رہائش پذیر تھے یا نہیں؟ یقیناً تھے اور نماز میں السلام علیک ایہا النبی پڑھتے تھے تو منکرین حاضر و ناظر رسول ﷺ سے سوال ہے کہ اس وقت حاضر و ناظر تھے یا نہیں؟ باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر

سوال ۱۱: یہ سلام واقعہ معراج کی حکایت ہے۔

جواب ۱۱: انور شاہ کشمیری محدث دیوبند عرف شذی صفحہ ۱۳۹ میں حکایت معراج والی روایت کو بے سند لکھتے ہیں تمہیں پیش کرنے کا حق نہیں۔

..... جہاں علی سبیل الحکایت ہونا وارد ہے وہاں مجرد حکایت مراد نہیں بلکہ حکایت علی طریق الانشاء مراد ہے۔

..... در مختار صفحہ ۶۷۲ جلد اول میں ہے نمازی الفاظ تشہد سے ان کا معنی کا قصد کرے جو اس کی مراد ہیں اور یہ قصد علی وجہ الانشاء ہو گیا کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں تحفے پیش کر رہا ہے اور اپنے نبی ﷺ پر اور خود اپنی ذات پر اور اولیاء اللہ پر سلام پیش کر رہا ہے اخبار اور حکایت سلام کی نیت ہرگز نہ کرے اس کو بختی میں ذکر کیا اور اس کا ظاہر مفہوم یہ ہے کہ علیہ کی ضمیر تمام حاضرین کے لئے ہے سلام تشہد بہ نیت انشاء کہا جائے اللہ تعالیٰ کے سلام کی نقل و حکایت کا ارادہ قطعاً نہ ہو۔

..... رد المحتار صفحہ ۶۷۲ جلد اول میں اسی کے تحت ہے نمازی تشہد میں واقعہ معراج کی نقل و حکایت کا ارادہ نہ کرے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:۔ بر تقدیر تسلیم حاضر و ناظر تھے تو تم بقول خود مشرک ہو اس لئے کہ تمہارے مذہب میں حضور اکرم ﷺ کا حاضر و ناظر ہونا شرک ہے۔ شرک تو ہر صورت میں شرک ہوتا ہے۔ چاہے وہ حیات مبارکہ میں ہو یا بعد از وصال اور بر تقدیر ثانی یعنی حاضر و ناظر نہیں تھے تو پھر السلام علیک کو السلام علی النبی پڑھنا بے فائدہ ہوگا ماننا پڑے گا حضور سرور کائنات ﷺ جس طرح حیات طیبہ میں حاضر و ناظر تھے اسی طرح آج بھی حاضر و ناظر (روحانی اور نورانی طور پر) ہیں۔ ابو الجلیل فیضی غفرلہ

☆..... عالمگیری صفحہ ۳۷ جلد اول میں ہے نمازی کے لئے الفاظ تشہد کے معانی موضوعہ کا اپنی طرف سے بطور انشاء مراد لینا اور ان کا قصد کرنا ضروری ہے گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو تحفے پیش کر رہا ہے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنی ذات و اولیاء صالحین پر سلام عرض کر رہا ہے۔

الدر المنقی فی شرح الملتقی صفحہ ۱۰ جلد اول میں ہے الفاظ تشہد سے انشاء کا قصد کرنا ضروری ہے۔

☆..... مراقی الفلاح صفحہ ۱۵۵ میں قصد انشاء کو ضروری قرار دے کر آخر میں لکھا نمازی کی یہ نیت انشاء سلام اس قول کے خلاف ضروری ہونی چاہیے جو بعض لوگوں (مکثرین کمالات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) نے کہہ دیا ہے کہ حکایت سلام کہے۔

دیوبندیوں کی کتاب اوجز المسالک صفحہ ۲۶۵ جلد اول میں ہے یہ ضروری ہے کہ اس وقت نمازی ان الفاظ سے انشاء سلام کا قصد کرے مجرد حکایت کا ارادہ ہرگز نہ ہو۔ علامہ شامی نے فرمایا کہ نمازی الفاظ تشہد سے ان کے مرادی معنی کا انشاء کے طریقے پر قصد کرے گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو تحفے پیش کر رہا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنی ذات و صالحین پر سلام عرض کر رہا ہے اور اس واقعہ کی نقل و حکایت کا بالکل ارادہ نہ کرے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے معراج میں واقع ہوا تھا اس سے معلوم ہوا کہ خطاب کی توجیہ میں مبشائخ کے تین قول ہیں مجرد اتباع، حبیب کا حریم حبیب میں حاضر ہونا انشاء کے طریق پر واقعہ معراج کی حکایت کرنا۔

(افادات از علامہ غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ)

نوٹ ضروری :- جہاں کہیں نمازی نے نماز کی نیت باندھی فوراً دربار الہی میں حاضر ہو گیا اور جب وہ حریم ذات میں پہنچا تو حبیب کی حریم میں حبیب کو حاضر پایا یعنی اللہ تعالیٰ کے دربار میں حضور علیہ السلام حاضر ملے تو صاف ظاہر ہو گیا حضور کسی سے دور نہیں۔

سوال :- پھر نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نظر کیوں نہیں آتے۔ (عام دیوبندی) جواب :- یہ ہماری نظر کا قصور جن احل بصیرت کو اللہ تعالیٰ نے یہ نور عطا فرمایا ہے وہ دیکھتے ہیں ہمیں لازم ہے کہ اگر خود دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے تو دیکھنے والے کی بات مان لیں۔

الحاوی للفتاویٰ صفحہ ۳۱۲ جلد دوم طبع ملتان میں شیخ ابوالعباس مری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد درج ہے کہ اگر پلک جھپکنے کی دیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے پوشیدہ ہو جائیں میں اپنے آپ کو مسلمان بھی نہیں سمجھتا۔

مجموعہ فوائد عثمانی بنظر ثانی حسین علی پھروی دیوبندی میں ہے :-

کہ پیر سواگ کے پیر خواجہ محمد عثمان درود یوار حجر و شجر بلکہ ساری کائنات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ملاحظہ فرماتے تھے۔

خواجہ فرید فرماتے ہیں کہ :- محبوب ہر دم فرید دے کول ہے۔

ان الطبقات الکبریٰ للشعرانی صفحہ ۱۴ جلد دوم، جامع الکرامات الاولیاء للنبہانی صفحہ ۵۲۰ جلد اول، مسعادات الدارین للنبہانی صفحہ ۲۲۸ جلد دوم، تفسیر روح المعانی صفحہ ۳۳، ۳۴، ۳۵۔

ابوالجلیل فیضی غفرلہ

وسلم نے ظاہر میں نہ دنیا کی سیاحت فرمائی اور کفار یہ بھی مانتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم عاد کے اجڑے ہوئے ملکوں کو نہیں دیکھا اس لئے ماننا ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے نور سے زمانہ ماضی کو دیکھتے ہیں۔

جواب :- الْخَيْرُ ذَا میں روایت علمی مراد ہے اور الْفَتْوٰہ جو حضور کے لئے آیا ہے اس میں روایت علمی کے ساتھ روایت بصری بھی مراد ہے۔

سوال :- اگر ایسا ہے تو قرآن میں یہ کیوں ہے وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْعَرْشِ، وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْمَقْدَرِ آپ غربی جانب نہ تھے آپ طور کی جانب نہیں تھے آپ شاہدین میں سے نہ تھے۔

جواب :- یہ نفی جسمانی طور پر موجود اور حاضر و ناظر ہونے کی نفی ہے ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقت ذات اور نورانیت و روحانیت کے ساتھ حاضر و ناظر مانتے ہیں حوالہ ملاحظہ ہو تفسیر صاوی صفحہ ۲۱۹ جلد سوم طبع مصر میں انہی آیات کی تشریح کرتے ہوئے شارح جلالین امام احمد صاوی (المتوفی ۱۲۲۳ھ) لکھتے ہیں۔ هذا بالنظر للعالم الجسماني لاقامة الحجة على الخصم واما بالنظر للعالم الروحاني فهو حاضر رسالة كل رسول وما وقع له من لدن آدم الى ان ظهر بجسمه الشريف يعني یہ فرمانا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہ کی جگہ موجود نہ تھے جسمانی لحاظ سے ہے عالم روحانی کی حیثیت سے حضور علیہ السلام ہر رسول کی رسالت اور آدم علیہ السلام سے لے کر آپ کے جسمانی ظہور تک کے تمام واقعات پر حاضر اور موجود ہیں۔

سوال :- اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس موجود ہیں تو کیا تم صحابی ہونے کا دعویٰ کرتے ہو؟
(سرفراز گلکھڑوی)

جواب :- کاش! جاہل مقرر نے صحابی کا معنی سمجھا ہوتا۔ اعلان نبوت کے بعد سے تا وصال ۲۳ سال کے عرصہ میں بحالت ایمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بحیثیت رسول دیکھنا اور ملاقات کرنا اور خاتمہ بالا ایمان ہونا صحابی ہونے کی لازمی شرط ہے جس نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، عینہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو دیکھا اور بعض بزرگوں نے بحالت بیداری سرکار کا دیدار کیا اور واقعی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو دیکھا مگر چونکہ یہ ملاقات ۲۳ سالہ دور کے بعد ہے اس لئے وہ صحابی نہیں۔ مخالف کہتے ہیں اسماعیل دہلوی کے ناخواندہ پیر نے بحالت بیداری دلی کی جامع مسجد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اگر وہ صحابی نہیں بن گیا تو ہم کیسے صحابی ہو گئے؟

سوال :- حضور علیہ السلام کو بحالت بیداری دیکھنے کا بھی کوئی ثبوت ہے؟
 جواب :- حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اس لئے
 حضور علیہ السلام کو خدا نے یہ اختیار دیا ہے جس کو چاہیں جہاں چاہیں دیدار سے
 مشرف فرمائیں۔

صحیح بخاری کتاب التعبير صفحہ ۱۰۳۵ جلد دوم مطبوعہ اصح المطابع میں ہے
عن ابی ہریرۃ قال سمعت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول من رآنی
فی المنام فسیرانی فی البقظۃ ولا یتمثل الشیطان بی یہ حدیث صحیح

مسلم کتاب الرؤیا صفحہ ۲۳۲ جلد دوم اور ابو داؤد صفحہ ۳۲۱ جلد دوم باب الرؤیا میں بھی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور علیہ السلام کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا اور شیطان میرا ہم شکل نہیں ہو سکتا۔

☆..... مولوی وحید الزمان غیر مقلد ابو داؤد مترجم مطبوعہ سعیدی صفحہ ۶۰۱ جلد سوم میں اسی حدیث کے تحت لکھتا ہے یہ حدیث اپنے معنی ظاہر پر محمول ہے جو آپ کو سوتے میں دیکھے گا وہ جاگتے میں بھی دیکھے گا ظاہر کی آنکھ سے یا دل کی آنکھ سے ابن ابی جرہ نے ابن عباس سے نقل کیا انہوں نے خواب میں آپ کو دیکھا پھر جاگ پر سوچ میں رہے کہ اب جاگتے میں کس طرح دیکھوں گا تو گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی زوجہ مطہرہ کے پاس انہوں نے وہ آئینہ نکال کر دیا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیکھا کرتے تھے ابن عباس نے جو اس میں دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک دکھائی دی اور اپنی صورت نہ دکھائی دی اور ایک جماعت صالحین سے منقول ہے کہ انہوں نے حضور علیہ السلام کو خواب میں دیکھا پھر عالم بیداری میں دیکھا اور آپ سے مسائل دریافت کئے۔ یہ خلاصہ ہے اس تقریر کا جس کو شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاة الصعود میں لکھا ہے اس حدیث پر ☆..... حاشیہ شیخ محمد الشنوائی علی المختصر ابن ابی جمرة طبع مصر صفحہ ۳۵۷ میں ہے۔ (ترجمہ) سادات صوفیاء نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے والا دار دنیا میں بحالت بیداری حضور علیہ السلام کو دیکھتا ہے اس وقت حدیث کے معنی یہ ہوں گے کہ جس نے حضور علیہ السلام کو خواب میں

دیکھا اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھنے کا مشتاق ہو گیا اور اس کا یہ شوق حد سے متجاوز ہو گیا تو وہ حضور علیہ السلام کو بیداری میں ضرور دیکھ لے گا جیسا کہ اکثر اولیاء کرام کے لئے واقع ہوا ان میں سے شیخ ابو العباس مری ہیں انہوں نے فرمایا کہ اگر میں پلک جھپکنے کی مقدار بھی حضور علیہ السلام سے اوچھل ہو جاؤں تو میں اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار نہ کروں اور اسی طرح سیدی ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھتے تھے اور اسی طرح شیخ نجیبی اور ہمارے شیخ برادی سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال مبارک جاگتے ہوئے کھلم کھلا دیکھا کرتے تھے۔

☆..... تفسیر روح المعانی پارہ ۲۲ میں ہے یہ حدیث من رانی فی المنام فسیرانی فی البقظۃ دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ جس نے حضور علیہ السلام کو خواب میں دیکھا وہ عنقریب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھ لے گا۔ --- الفاظ حدیث عموم ہی کا فائدہ دیتے ہیں اور جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تخصیص کے بغیر اپنی طرف سے خود بخود تخصیص کا دعویٰ کرے وہ متعصب ہے --- سلف سے خلف تک جو لوگ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھتے تھے انہوں نے بیداری میں دیکھا اور حضور علیہ السلام سے ایسی چیزوں کے متعلق سوال کیا جن میں وہ متردد تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اشیاء میں تردد سے کشادگی کی خبر دی اور ان کے لئے ایسے وجوہ کی تصریح فرمادی جن سے وہ متردد امور بالکل کشادہ ہو جائیں اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق بلا کم و کاست اسی طرح وہ امور واقع ہوئے۔

☆.....روح المعانی پارہ ۲۲ صفحہ ۳۳:- (ترجمہ) بے شک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیکھنا آپ کی وفات کے بعد اور بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض لینا امت محمدیہ کے بکثرت کا ملین کے لئے واقع ہوا ہے جیسا کہ شیخ سراج الدین بن الملقن نے طبقات الاولیاء میں فرمایا ہے اس کے بعد مفصل واقعہ نقل فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے بیداری میں غوث پاک کے منہ میں لعاب دہن ڈالا شیخ خلیفہ بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ سوتے جاگتے حضور علیہ السلام کو بکثرت دیکھنے والے تھے۔

☆.....روح المعانی پارہ ۲۲ صفحہ ۳۳، ۳۴ بحوالہ لطائف المنن میں ہے کسی شخص نے حضرت شیخ ابوالعباس مری رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا یا سیدی آپ اس ہتھیلی کے ساتھ مجھ سے مصافحہ فرمائیں اس لئے آپ بڑے شہروں میں گھومے ہیں اور بڑے مردان خدا سے آپ نے ملاقات کی ہے حضرت نے فرمایا خدا کی قسم میں نے اس ہتھیلی سے سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کے ساتھ مصافحہ نہیں کیا حضرت امام تاج الدین نے فرمایا کہ حضرت شیخ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر پلک جھپکنے کی مقدار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھ سے حجاب میں ہو جائیں تو میں اپنے آپ کو مسلمان شمار نہ کروں اور اس جیسی نقول کتب قوم میں بہت زیادہ ہیں۔

☆.....روح المعانی بحوالہ تنویر الحلیک ہے (ترجمہ) ان تمام نقول اور احادیث سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ حضور علیہ السلام اپنے جسم مبارک اور روح اقدس کے ساتھ زندہ ہیں اور بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم اطراف زمین اور ملکوت اعلیٰ میں جہاں چاہتے ہیں سیر اور تصرف فرماتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ

وسلم اپنی اسی ہیئت مبارکہ کے ساتھ ہیں جس پر وفات سے پہلے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی چیز بدلی نہیں ہے اور بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری نظروں سے غائب کر دیے گئے ہیں جس طرح ملائکہ غائب کر دیے گئے ہیں حالانکہ وہ سب اپنے جسموں کے ساتھ زندہ ہیں جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال دکھا کر عزت و بزرگی عطا فرمانا چاہتا ہے تو اس سے حجاب کو دور کر دیتا ہے اور وہ مقرب بندہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی ہیئت پر دیکھ لیتا ہے جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم واقع ہیں اس روایت سے کوئی چیز مانع نہیں اور روایت مثالی کی تخصیص کی طرف کوئی امر داعی نہیں۔

☆.....زرقانی صفحہ ۸ جلد اول (ترجمہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے جسم اقدس اور روح اقدس کے ساتھ دیکھنا محال نہیں۔

☆.....روح المعانی پارہ ۲۲ صفحہ ۳۵ طبع مصر میں ہے (ترجمہ) اور جو چیز دیکھنے میں آتی ہے یا وہ روح مبارک ہے ہر در کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی جو تجر اور تقدس کے لحاظ سے تمام روحوں میں سب سے زیادہ کامل ہے بایں طور کہ وہ روح مبارک ظاہری صورت میں اس روایت کے ساتھ نظر آنے لگتی ہے اور اس روح اقدس کا تعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جسد مبارک کے ساتھ باقی ہے جو مزار شریف میں زندہ ہے۔ یہ قول بعض محققین کے اس قول کے بالکل مطابق ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت وحیہ کلبی وغیرہ کی صورت میں حاضر ہوتے تھے تو سدرۃ المنتہی سے جدا نہ ہوتے تھے (جبرائیل علیہ السلام بیک وقت سدرۃ المنتہی پر بھی اور زمین پر بھی) یا مثالی جسم نظر آتا

ہے جس کے ساتھ روح مجردہ قدسیہ متعلق ہے اور اس سے کوئی شے مانع نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مثالی جسم لا تعداد اولاً تحصی ہو جائیں اور روح مقدس کا تعلق ہر جسم سے مساوی طور پر ہے اور یہ تعلق بالکل ایسا ہے جیسا کہ ایک روح ایک بدن کے الگ الگ اجزاء و اعضاء سے تعلق رکھتی ہے اور مثالی جسموں میں وہ روح اپنے اور ادراکات و احساسات میں ان آلات کی قطعاً محتاج نہیں ہوتی جن کی ضرورت اسے کسی مشاہدہ کرنے والے شخص میں اس کے بدن کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لئے ہوتی ہے اور اس بیان پر اس قول کی وجہ بھی ظاہر ہو جاتی ہے جس کو شیخ صفی الدین بن منصور اور شیخ عبدالغفار نے حضرت شیخ ابوالعباس طبعی سے نقل کیا اور وہ یہ ہے کہ حضرت ابوالعباس طبعی نے آسمانوں اور زمینوں اور عرش و کرسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم (کے نور) سے بھرا ہوا دیکھا نیز اس بیان سے یہ سوال بھی حل ہو جاتا ہے کہ متعدد لوگ ایک ہی وقت میں دور دراز مقامات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح دیکھ سکتے ہیں پھر یہ کہ اس بیان کے ہوتے ہوئے اس مضمون کی بھی حاجت نہیں رہتی جس کی طرف بعض بزرگوں نے اس شعر میں اشارہ کیا ہے جب ان سے اس روایت کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے یہ شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سورج کی طرح ہیں جو آسمان کے وسط میں ہو اور اس کی روشنی مشرقوں اور مغربوں کے تمام شہروں کو ڈھانک لے۔

علماء دیوبند کا اعتراف حقیقت

فیض الباری شرح بخاری صفحہ ۳۰۴ جلد اول میں انور شاہ کشمیری

حدیث دیوبند نے لکھا، میرے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جاگتے ہوئے بیداری کی حالت میں دیکھنا ممکن ہے جس کو اللہ تعالیٰ یہ نعمت عطا فرمائے جیسا کہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور علیہ السلام کو ۲۲ مرتبہ دیکھا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض احادیث کے بارے سوال کیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصحیح کے بعد امام سیوطی نے ان کو صحیح کر لیا۔

مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے فتح الملہم شرح مسلم صفحہ ۳۰۵ جلد اول میں روح المعانی کے حوالہ سے لکھا حضور علیہ السلام باوجود مزار مقدس میں رونق افروز ہونے کے بیک وقت متعدد مقامات پر دیکھے جاتے ہیں۔

سوال ۱: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دوسروں کے لئے شاہد و شہید کے لفظ آئے ہیں کیا وہ بھی ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں؟

جواب ۱: حضور علیہ السلام کا حاضر و ناظر ہونا علی من ارسلت الیہم کی وجہ سے علامہ عبدالوہاب شعرانی (المتوفی ۱۲۷۳ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں امام جلال الدین سیوطی (المتوفی ۹۱۱ھ) کے خط کا ایک ورقہ آپ کیا صاحب میں سے ایک صاحب کے پاس دیکھا جو کہ آپ نے اس آدمی کے سوال کے جواب میں لکھا تھا۔ اس میں امام سیوطی نے خود ذکر کیا کہ میں ۷۵ بار عالم بیداری میں بالمشافہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مستفیض ہو چکا ہوں۔ (ملخصاً) میزان الشریعۃ الکبریٰ صفحہ ۲۴ جلد اول، لواقح الانوار القدسیہ صفحہ ۷ طبع بیروت یہ کشمیری جی کا وہم یا قوت حافظہ کا زور ہے ۷۵ کو ۲۲ بنا دیا یہ تو امام سیوطی نے بوقت ضرورت اس نعمت عظمیٰ کا اظہار کیا علیم و خیر ذات جانے اس اظہار کے بعد کتنی بار کرم ہوا۔ ابو الجلیل فیضی غفرلہ

عام ہے اگر اسی قسم کے دلائل حضور علیہ السلام کے علاوہ دوسروں کے لئے ثابت کر دیں تو میں مان جاؤں گا کہ **شَهِدْنَا عَلَى النَّبِيِّينَ** اور دیگر آیات جن میں لفظ شاہد و شہید وارد ہے ان سب کے وہی معنی ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں وارد شدہ شاہد و شہید کے مرادی معنی ہیں جب تک غیر نبی کے حق میں معترض اسی قسم کے دلائل قائم نہ کرے اس وقت تک اس کا معارضہ قائم نہیں ہو سکتا۔

جواب :- حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع میں کالمیلین میں علی سبیل التبعیہ اس کمال کا پایا جاتا کمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل ہوگی جو ہمارے دعویٰ کی مزید مؤید قرار پائے گی جب کالمیلین کا یہ کمال کمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل بلکہ عین کمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم قرار پایا تو ہمارا دعویٰ اور بھی مستحکم ہو گیا کہ حضور علیہ السلام ساری خلقت پر حاضر و ناظر ہیں۔

اعتراض :- **شَهِدْنَا عَلَى مَنْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ** اپنی اصل پر نہیں بلکہ عام مخصوص منہ البعض ہے۔ (عام دیوبندی)

جواب :- کسی لفظ کے اصل پر ہونے کا دعویٰ محتاج دلیل نہیں ہوتا البتہ عدول عن الاصل کے لئے دلیل کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے اس کی دلیل معترض کے ذمہ ہے نہ کہ ہمارے ذمہ جب خصوص کا کوئی قرینہ نہیں تو اصل عموم ہی پر برقرار رہا یہاں مَنْ ذُو الْعُقُولِ اور غیر ذُو الْعُقُولِ سب کے لئے جیسے **وَلَا أَسْأَلُكُمْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَوْلَا يُسَبِّحُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ** میں مَنْ سب کو شامل ہے لہذا ثابت ہو گیا کہ جس کی طرف آپ مبعوث ہیں اس پر آپ شاہد بھی ضرور ہیں اور حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کی بعثت و رسالت کل مخلوق کی طرف ہے لہذا آپ حاضر و ناظر بھی کل مخلوق پر ہیں۔

اعتراض :- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کثیر اجساد مثالیہ سے آپ کی بے مثلی نہ رہے گی۔

جواب :- اس طرح تو قرآن کا بے مثلی کا دعویٰ بھی (معاذ اللہ) باطل ہو جائے گا۔ قرآن مجید کے نسخے کتنے ہی کیوں نہ ہوں عین قرآن منزل من اللہ ہیں ان کو کثیر یا متعدد کہنا محض ظاہر کے اعتبار سے ہے قرآن ایک ہی ہے اور بے مثل کتاب بالکل اسی طرح کثیر اجساد مثالیہ ذات حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے امثال و نظائر ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی ہیں اور بے مثل محبوب صلی اللہ علیہ وسلم۔

اعتراض :- ناپاک جگہوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیسے حاضر و ناظر ہیں؟

جواب :- i۔ جب خدا تعالیٰ کے جلووں کو یہ ناپاک چیزیں ناپاک نہیں کر سکتیں تو مظہر صفات الہیہ حضور علیہ السلام کے جلووں کو کس طرح ناپاک کر سکتی ہیں؟

ii۔ **يُسَبِّحُ لِلَّهِ** اگر تسبیح خداوندی ہر پاک و ناپاک چیز میں پائی جاسکتی ہے تو جلوہ ہائے حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پایا جانا کیوں قابل اعتراض ہے؟

iii۔ نجاست کا حکم حقیقت پر نہیں لگ سکتا بول و براز کو کھاد کی صورت میں کھیتوں میں ڈالا جاتا ہے اناج اور سبزیوں کے پودے انہیں اجزاء کے نجاست کو جڑوں کے راستے سے اپنے اندر جذب کرتے ہیں اور وہ تمام نجس اثرات اور ناپاک اجزاء ان پودوں میں جذب ہونے کے بعد اناج اور سبزیوں کی شکل ظاہر ہوتے ہیں جن کو معترض پاک

سمجھ کر تناول فرماتے ہیں اور کبھی خیال بھی نہیں آیا کہ یہ وہی نجاست ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم امر بلکہ اس سے بھی بالاتر مخلوق ہیں یہ غلطیوں کا عالم خلق کی ہیں۔ وہ عالم امر کی چیز کو متاثر نہیں کر سکتیں۔

اعتراض:- قرآن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اونچی آواز کرنا موجب جہل اعمال ہے تم حاضر و ناظر مان کر پیکر لگاتے ہو سلام پڑھتے ہو وغیرہ اور تم منبر اور کرسی پر کیوں بیٹھتے ہو؟

جواب:- روافض کا اعتراض ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قلم دوات مانگی صحابہ کرام کی آوازیں بلند ہو گئیں لہذا (معاذ اللہ) ان کے اعمال جہل ہو گئے اس کا جواب حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تحفہ ثنائی عشریہ صفحہ ۳۵۵ میں یہ لکھا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَابَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ فِي حُضُورِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِي آواز پر آواز بلند کرنے کی ممانعت ہے نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے، صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بلند آواز سے نعرے لگائے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے پر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں صحابہ نے ایسا پانز نعرہ لگایا کہ مکہ کی وادی مل گئی جنگ حنین میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی موجودگی میں اونچی آواز سے پکارا کہاں ہیں اصحاب سرہ۔

(روح المعانی صفحہ ۱۲۳ پارہ ۲۶)

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اونچی آواز سے حضور کی موجودگی میں متعدد بار

اذان کہی۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں منبر پر چڑھ کر بلند آواز سے نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چادر عطا فرمائی حضرت ثابت بن قیس کی آواز بلند تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خود بلوایا کیا آج کل مسجد نبوی میں اونچی آواز سے اذان نہیں کہی جاتی؟ کیا مدینہ منورہ میں منبر نہیں ہے؟ جہاں مؤذن بلند آواز سے اذان کہتا ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف کرنے کے لئے منبر پر چڑھنا سنت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے ان حضرات پر کیا فتویٰ لگاؤ گے؟

اعتراض:- اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں معراج، ہجرت، سفر جہاد اور مدنی، مکی سورتوں کا کیا مطلب؟

جواب:- نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تین حالتیں ہیں۔ حالت بشری حالت ملکی، حالت حقیقی یا حقیقت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حالت بشری:- جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

حالت ملکی:- جیسے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لست کہینتکم بخاری صفحہ ۲۵۷ جلد اول، وفی روایہ انی لست کاحدکم ترمذی صفحہ ۹۷ جلد اول، ابو داؤد صفحہ ۳۲۲ جلد اول، مسند احمد صفحہ ۲۸۱ جلد دوم، سنن کبریٰ للبیہقی صفحہ ۲۸۲ جلد چہارم

حالت حقیقی:- جیسے فرمایا لی مع اللہ وقت لا یسعی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل میرے لئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہوتا ہے کہ اس میں کسی مقرب

فرشتہ نبی و رسول کی گنجائش نہیں ہے۔ ہم اہل سنت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صرف حالت بشری کے اعتبار سے حاضر و ناظر نہیں مانتے بلکہ روحانیت و نورانیت جس کو حقیقت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی کہتے ہیں کے اعتبار سے حاضر و ناظر مانتے ہیں اور حقیقت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتنی عظیم تر ہے کہ زمین و آسمان، عرش و کرسی، ملک و ملکوت سب سے وسیع تر ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں حالت بشری کے ساتھ نہیں بلکہ بایں طور کہ کائنات کا ذرہ ذرہ روحانیت و نورانیت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جلوہ گاہ ہے۔ سفر معراج، ہجرت، سفر جہاد وغیرہ کا تعلق جسم اقدس کے ساتھ ہے جب معراج جسمانی تو آپ کا آنا جانا بھی حالت بشری سے متعلق ہوا۔ حالت بشری میں کسی جگہ موجود نہ ہونا روحانی طور پر موجود ہونے کے معارض نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ عتقل سلیم عطا فرمائے۔ امین ثم امین بجاہ طہ و یسین